Regd. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

تار کا پتہ: الفضل لاہور — ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

روزنامہ الفضل لاہور

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ روپے
سہ ماہی ۷ روپے
ماہوار ۲

یوم پنجشنبہ
۱۸ رمضان المبارک ۱۳۷۱ھ

جلد ۴۰/۶ — ۱۲ احسان ۱۳۳۱ ہش — ۱۲ جون ۱۹۵۲ء — نمبر ۱۴۰

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۱ جون (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۹ اور ۱۰ جون کی جو اطلاعات آج موصول ہوئی ہیں ان میں درج ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو سر درد اور پاؤں میں درد کی شکایت ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں۔

لاہور ۱۱ جون۔ مکرم نواب محمد عبد اللہ خاں صاحب کو آج بھی سو درجہ تک بخار رہا۔ لیکن عام طبیعت بہتر ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا جاری رکھیں۔

امہ پارٹی کا وفد واپس خرطوم پہنچ گیا

دو دن کے اندر اندر مشترکہ بیان جاری کیا جائیگا

خرطوم ۱۱ جون۔ سوڈان کی امہ پارٹی کا وفد حکومت مصر سے بات چیت ختم کرنے کے بعد قاہرہ سے خرطوم واپس پہنچ گیا ہے۔ یہ وفد گفت و شنید کے متعلق پارٹی کے لیڈر سر عبد الرحمٰن المہدی کو رپورٹ پیش کرے گا۔ عبد الرحمٰن المہدی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ دو دن کے اندر اندر مصر اور امہ پارٹی کے باہمی مذاکرات کے بارے میں ایک مشترکہ بیان جاری کیا جائے گا۔

برطانیہ کا پہلا ایٹم بم

لنڈن ۱۱ جون۔ کل رات برطانیہ کا پہلا ایٹم بم تجربہ کے لئے لنڈن سے آسٹریلیا بھیج دیا گیا۔ یہ بم تجربہ کے طور پر آسٹریلیا کے شمال مغربی ساحل سے دور ایک بالکل غیر آباد جزیرے میں گرایا جائے گا۔

مسلسل ۲۴ گھنٹے سروس جاری رہیگی

کراچی ۱۱ جون۔ آجکل ڈھاکہ اور کراچی کے درمیان ٹرنک ٹیلیفون سروس ۱۸ گھنٹے روزانہ کام کرتی ہے اب انتظام کیا گیا ہے کہ یہ مسلسل ۲۴ گھنٹے جاری رہے اس سلسلے میں ضروری سامان بیرونی ملکوں سے درآمد کر لیا گیا ہے۔

پنجاب میں قومی بچت کی سکیم کامیاب رہی

لاہور ۱۱ جون۔ ۵۲-۱۹۵۱ء کے حسابات سے پتہ چلا ہے کہ چھوٹی بچت کی سکیم پنجاب میں بہت کامیاب رہی۔ اس سال ۷۵ لاکھ روپے کی حد مقرر کی گئی تھی۔ چنانچہ اس سے ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ جمع ہو گیا۔ سال رواں کے لئے ایک کروڑ ۲۵ لاکھ روپے کی حد مقرر کی گئی ہے

امداد باہمی کے اصول پر کاتنے اور بننے کی انجمنیں

لاہور ۱۱ جون۔ پنجاب میں عورتوں کی کاتنے اور بننے کی ۵۸۱ انجمنیں قائم ہیں جو امداد باہمی کے اصول پر کام کر رہی ہیں۔ اندازاً اب تک ۲۵ ہزار خواتین ان انجمنوں کی رکنیت قبول کر چکی ہیں ان انجمنوں میں ۴۶ ہزار روپے کا سرمایہ لگا ہوا ہے۔ لاہور کا ضلع اس میدان میں سب سے آگے ہے۔ چنانچہ اس ضلع میں اس وقت ۹۰ انجمنیں کام کر رہی ہیں۔ جن کے ممبروں کی تعداد چار ہزار کے لگ بھگ ہے۔ ان نوے انجمنوں میں اٹھارہ ہزار روپے کا سرمایہ لگا ہوا ہے۔

مشرقی پنجاب ہائی کورٹ نے مغویہ اغوا شدگان کی بازیابی کے قانون کو خلاف آئین قرار دیدیا

ہندوستان کی حکومت ہائی کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرے گی

نئی دہلی ۱۱ جون۔ مشرقی پنجاب ہائی کورٹ کے فل بنچ نے اغوا شدگان کی واگذاری اور ان کی واپسی کے قانون کو خلاف آئین قرار دے دیا ہے۔ عدالت نے یہ فیصلہ کل ان پچاس عرضداشتوں کے جواب میں صادر کیا جن میں اس سوال کو اٹھایا گیا تھا کہ اغوا شدگان کی بازیابی کا قانون مجریہ ۱۹۵۰ء ہندوستان کے موجودہ آئین کے خلاف ہے عدالت سے یہ بھی درخواست کی گئی تھی کہ ان بازیافتہ پچاس اشخاص کو بھی رہا کر دیا جائے جو ان دنوں جالندھر کیمپ میں مقیم ہیں اور جنہیں واپس پاکستان بھیجنے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ عدالت نے ان کی رہائی کا حکم دیتے ہوئے فیصلہ کیا کہ یہ سب لوگ ہندوستانی ہیں۔ اور رائج الوقت آئین کی رو سے انہیں پاکستان نہیں بھیجا جا سکتا۔ حکومت ہندوستان نے ہائی کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس عرصہ میں بازیابی کا کام تو جاری رہے گا لیکن بازیافتہ لوگوں کو پاکستان واپس نہیں بھیجا جائیگا انکی واپسی کا معاملہ سپریم کورٹ کے فیصلے تک ملتوی کر دیا گیا ہے۔

سندھ میں مہاجرین کو زمینوں پر نیم مستقل حقوق دینے کا فیصلہ

فوجی مہاجرین کی آبادکاری کیلئے ایک لاکھ ایکڑ زمین مخصوص کر دی گئی

کراچی ۱۱ جون۔ حکومت سندھ نے ایک نئی سکیم منظور کی ہے جس کے ماتحت ان تمام مہاجرین کو جن کے نام زمینیں الاٹ ہو چکی ہیں فی الحال ان زمینوں پر نیم مستقل حقوق حاصل ہو جائیں گے۔ حکومت کو اس سلسلے میں پندرہ ہزار دعوے موصول ہوئے ہیں جن میں سے نصف دعووں کی تصدیق کی جا چکی ہے۔ آج گورنر سندھ مسٹر دین محمد نے کراچی میں اس نئی سکیم کی وضاحت کرتے ہوئے اعلان کیا کہ صوبائی حکومت تمام غلط الاٹمنٹیں منسوخ کرنے کا تہیہ کر چکی ہے۔ ابھی پچھلے دنوں سکھر میں ناجائز الاٹمنٹ کے بہت سے کیس پکڑے گئے تھے۔ چنانچہ ان سب کی الاٹمنٹیں بلا رو رعایت منسوخ کر دی گئیں۔ دوسرے اضلاع میں بھی جانچ پڑتال کا کام جاری ہے

مسٹر دین محمد نے مزید بتایا کہ فوجی مہاجرین کے کنبوں کو آباد کرنے کے لئے ایک لاکھ ایکڑ زمین الگ کر دی گئی ہے۔ انہوں نے کہا موجودہ حالات میں نئے مہاجرین کی آبادکاری کے لئے سندھ میں مزید گنجائش نہیں ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ عنقریب لگانداری کے قانون میں مناسب ترمیم کی جائے گی۔ نیز واضح کیا کہ ترمیم شدہ سیفٹی ایکٹ ناجائز طور پر غلہ برآمد کرنے والوں کے خلاف بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

شاہ طلال نے ہسپتال میں داخل ہونے سے انکار کر دیا

لوزان ۱۱ جون۔ اردن کے شاہ طلال نے مزید علاج کے لئے ہسپتال میں داخل ہونے سے انکار کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ سب مجھے تخت سے معزول کرنے کی سازش ہے تاکہ میں قیدی کی طرح ہسپتال میں زندگی کے دن گذارتا رہوں۔

بین الاقوامی عدالت میں ایرانی وکیل کی بحث

آج بھی جاری رہی

ہیگ ۱۱ جون۔ آج بین الاقوامی عدالت میں ایران کے وکیل پروفیسر ہنری رولن نے عدالت کے اختیارات کے متعلق اپنی بحث جاری رکھی۔ برطانوی وکیل نے اپنا کیس تیار کرنے کے لئے ایک دن کی مہلت مانگی تھی۔ عدالت نے اس کی یہ درخواست منظور کر لی ہے۔ اب برطانیہ کا وکیل عدالت کے اختیارات کے متعلق جمعہ کے دن اپنے خیالات کا اظہار کرے گا۔

ایک ارب ۵۰ کروڑ روپے کے دفاعی تخمینہ جات منظور

نئی دہلی ۱۱ جون۔ آج ہندوستان پارلیمنٹ نے دفاعی اخراجات میں سے ایک ارب ۵۰ کروڑ روپے سے زیادہ کے تخمینہ جات منظور کر لئے۔ اس ضمن میں حزب مخالف کی طرف سے جتنی بھی ترمیمیں پیش کی گئی تھیں وہ سب مسترد کر دی گئیں۔ وزیر دفاع گوپال سوامی آئنگر نے بحث کا جواب دیتے ہوئے اس الزام کی تردید کی کہ ہندوستان برطانیہ اور امریکہ کے جنگی نظام میں ان کا آلہ کار بنتا جا رہا ہے۔ فوج میں غیر ملکی افسروں کی موجودگی پر اعتراض کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا یہ سب غیر ملکی بہت مفید ثابت ہو رہے ہیں۔ وزیر خزانہ دیشمکھ نے بتایا کہ ہندوستان نے اب تک سٹرلنگ فاضلات میں سے ایک کروڑ سترلاکھ پونڈ لئے ہیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ فروری میں ختم ہونے والے آٹھ مہینوں میں ہندوستان کو ایک ارب ۵۰ کروڑ روپے غلہ خریدنے پر صرف کرنا پڑے ہیں۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی — مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان [illegible] پریس میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

روزنامہ —— الفضل —— لاہور
مورخہ ۱۳ جون ۱۹۵۲ء

زخرف القول

جب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ سے حکم پاکر تجدید و احیائے اسلام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اور یہ دعوےٰ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس فساد فی البر والبحر کے زمانہ میں جس بندۂ حق کے ارسال کرنے کا وعدہ اپنے نیک بندوں کے ذریعہ فرمایا ہے۔ کہ وہ آکر از سر نو اللہ تعالےٰ کے پیغام کو دنیا میں زندہ کرے گا۔ وہ میں ہی ہوں۔ اسی وقت سے جہاں ایک طرف آپ کے گرد ایک جماعت اکٹھی ہونی شروع ہوگئی۔ وہیں آپ کی مخالفت کے لئے بھی دوسری طرف بے شمار لوگ کھڑے ہوتے رہے ہیں۔ جنہوں نے ہر وہ طریقے آپ کی مخالفت میں اختیار کئے۔ جو ہمیشہ مخالفین رشد و ہدایت شروع سے اختیار کرتے چلے آئے ہیں۔

چونکہ آج قرآن کریم کی پیشگوئی کے مطابق واذا الصحف نشرت کا زمانہ ہے مخالفین مسیح موعود علیہ السلام نے نشر و اشاعت کے ذرائع بھی اپنی وسعت اور طاقت کے ساتھ استعمال کئے ہیں۔ آپ کے خلاف ہر قسم کا لٹریچر کتابوں پمفلٹوں۔ اشتہاروں اور جرائد کے ذریعہ نہ صرف ملک کے طول و عرض میں پھیلایا گیا بلکہ بچے، بوڑھے۔ جوان مرد عورت تک پہونچانے کے لئے ہر قسم کے ذرائع استعمال کئے گئے اس کے علاوہ تقریروں کے ذریعہ آپ اور آپ کی جماعت کی مخالفت بڑے زور و شور سے کی جاتی ہے۔

جیسا کہ ہم پہلے بھی کئی بار عرض کر چکے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں اجمالاً اور تفصیلاً اس کا کئی جگہ ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل کلام میں تو صاف صاف اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ بندگان حق کے ساتھ مخالفین کا وجود لازمی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

كذالك جعلنا لكل نبی
عدوًا شياطين الانس
والجن يوحی بعضهم الی
بعض زخرف القول غروراً

یعنی اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے انسانوں اور جنوں سے شیاطین دشمن بنائے ہیں۔ جو دھوکہ دینے کے لئے ایک دوسرے کے دلوں میں ملمع سازی کی بات ڈالتے ہیں۔

اگرچہ یہاں انبیاء کا ذکر ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں جس قدر نیکو کار مصلح لوگ آئے ہیں۔ جنہوں نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے دین کو از سر نو زندہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ ادعا بھی کیا ہے۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے کھڑے ہوئے ہیں۔ خواہ ان کا مرتبہ انبیاء علیہم السلام کا ہو یا مجددین کا۔ یہ ایک لازمی بات ہے کہ جہاں کچھ لوگ ان کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ تو بہت سے لوگ ان کے خلاف بھی اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اس لئے لازمی تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی مخالفت ہوتی۔ چنانچہ آپ کی مخالفت ہوئی اور بہت ہوئی۔ اور اب تک ہو رہی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے کہ یہ مخالفت کب ختم ہوگی۔

آپ دیکھیں گے کہ مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیت کے خلاف ہر قسم کا لٹریچر بکثرت شائع ہوتا ہے۔ اور جیسا کہ ہم نے عرض کیا ہے اس کو خوب پھیلایا جاتا ہے۔ اگر آپ اس تمام لٹریچر کا معائنہ کریں۔ تو اس میں آپ کو ایک مخصوص انداز محسوس ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کی ذات سے لے کر آپ کی تصنیفات تک پر جو اعتراضات کئے گئے ہوں گے۔ ان میں جو حوالے دیئے گئے ہوں گے وہ کتر و بیونت کر کے دیئے گئے ہوں گے۔ اور احمدیہ لٹریچر سے جو اقتباسات اعتراضات کے لئے چنے جائیں گے۔ ان کو ماحول سے جدا کر کے ان میں بالکل متضاد معنے بھر دیئے جائیں گے۔ جو متکلم کا ہرگز مطلب نہیں ہوگا۔

یہ طریق وہی ہے جو پادریوں اور آریوں نے اسلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کا اختیار کر رکھا ہے جس کا ہمارے سامنے اس کا واضح ترین نمونہ ستیارتھ پرکاش کا چودھواں باب ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے کونسا طریق اختیار کرنا چاہیئے؟ کیا اسے اپنی معلومات کا آغاز اس لٹریچر کے مطالعہ سے کرنا چاہیئے۔ جو مخالفین اسلام نے دنیا میں پھیلا رکھا ہے۔ یا اس کو چاہیئے کہ وہ براہ راست اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کرے۔ یعنی کیا اسلام کو سمجھنے کے لئے ستیارتھ پرکاش کا مطالعہ کوئی مدد دے سکتا ہے؟

اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ بعض معترضین غیر جانبدار بھی ہوتے ہیں۔ اور وہ نیک نیتی سے حتی الوسع کوشش کرتے ہیں۔ کہ متکلم کی بات کو سمجھ کر اس پر تنقید کی جائے۔ لیکن ایک دینی تحریک جیسا کہ اسلام ہے اپنا ایک خاص بنیادی نظریہ رکھتی ہے۔ اور بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ جب تک اس بنیادی نظریہ کو سمجھ کر پیش نظر نہ رکھا جائے۔ ان باتوں کو سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے ایک نیک نیت نقاد بھی حقیقت سمجھنے میں بڑے مغالطے کھا سکتا ہے۔ اس لئے ایسے لوگوں کی تحریر کو بھی کسی دین کا صحیح موقف سمجھنے کے لئے جتنا حقیقتاً مفید ثابت نہیں ہوسکتا۔

جب ایسی نیک نیتی سے لکھی گئی تحریروں کے مطالعہ سے بھی مغالطے لگ سکتے ہیں تو ظاہر ہے کہ دشمنان دین کی تحریریں جو صرف اس تحریک سے نفرت دلانے کے لئے ہی خاص طور پر لکھی جاتی ہیں۔ ان کا مطالعہ کس قدر خطرناک ہوسکتا ہے۔ یا محض دشمنوں ہی کی تقریریں سنکر کسی تحریک کے متعلق ایک نقشہ اپنے ذہن میں بنا لینا کسی دانا کے نزدیک کہاں تک درست سمجھا جا سکتا ہے؟

احمدیت کا دعوےٰ ہے کہ وہ حقیقی اسلام ہے۔ وہی اسلام جس کو فداہ امی و ابی خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جس کے مکمل اصول اور ہدایات قرآن کریم اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعوےٰ ہے۔ کہ وہ وہی مسیح موعود اور مہدی مسعود علیہ السلام ہیں۔ جس کے آنے کی خبر احادیث نبویہ میں دی گئی ہے۔ اس کو ثابت کرنے کے لئے ہمارے پاس منقولی اور معقولی محکم دلائل ہیں۔ ہم تمام دنیا کو دعوت دیتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے دلائل کو جانچے۔ اور کسوٹی پر پرکھ کر دیکھے۔ اگر وہ کامل عیار سونا ہے۔ تو اس کو قبول کرے۔ اور اگر اس کی دانست میں ہمارے دعاوی غلط ثابت ہوں۔ تو ان کو قبول نہ کرے۔

اس کے لئے ہم صرف ایک ہی شرط لگاتے ہیں کہ وہ احمدیت کو پرکھنے کے لئے احمدیت کے دشمنوں کے "زخرف القول" کو کسوٹی نہ بنائے۔ بلکہ احمدیہ لٹریچر کا براہ راست مطالعہ کرے۔ احمدیت کے دشمن بعض محیر العقول باتیں احمدیت اور اس کے قابل احترام بانی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور احمدیہ لٹریچر سے حوالے کتر و بیونت کر کے پیش کرتے ہیں۔ جن سے ان کی غرض صرف لوگوں کے دلوں میں احمدیت اور اس کے محترم بانی علیہ السلام کی طرف سے نفرت

(باقی دیکھیں صفحہ پر)

صدقۃ الفطر

صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا اور معمولی سا حکم معلوم ہوتا ہے۔ مگر بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی معلوم ہوتے ہیں۔ حقیقت میں وہ بڑے اہم اور ضروری ہوتے ہیں۔ اور ان کا ادا کرنا خدا تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا باعث اور ان کا نہ ادا کرنا خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہوتا ہے۔ اس قسم کے اسلامی حکموں میں سے جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک حکم صدقۃ الفطر کا بھی ہے جو کہ ہر مسلمان مرد عورتوں بچوں پر خواہ وہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے۔ بلکہ بعض معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ غلام اور نوزائیدہ بچوں پر بھی صدقۃ الفطر فرض ہے۔ جو شخص اس فرض کو خود نہ ادا کر سکتا ہو۔ اس کی طرف سے اس کے سرپرست یا مربی کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ ادا کرے۔ اس کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کے لئے ایک صاع اور جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو اس کے لئے نصف صاع مقرر کی ہے۔ صاع ایک عربی پیمانہ ہے۔ جو پونے تین سیر کے قریب ہوتا ہے۔ سالم صاع کا ادا کرنا افضل و اولیٰ ہے۔ البتہ جو شخص سالم صاع ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ اس کیلئے نصف صاع ادا کرنا ہی افضل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو نیتوں کو دیکھتا ہے۔ پس ایک شخص اگر نصف صاع ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور اس کو ادا کرتا ہے۔ وہ اس شخص سے غائب و جہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہے۔ جس کی حیثیت اس کو سالم صاع ادائیگی کا حکم دیتی تھی۔ مگر اس نے نصف صاع ادا کیا۔

.... پس ہر شخص کو اپنی طاقت کے مطابق نیک نیتی سے صدقۃ الفطر ادا کرنا چاہیئے۔ تا وہ مستحق ثواب بن سکے۔ کیونکہ ہر شخص اپنی نیت اور اخلاص کے مطابق بدلہ دیا جاتا ہے۔ اس چندہ کی ادائیگی عید سے کم از کم تین چار روز پہلے ہونی چاہیئے۔ تا بیواؤں اور یتامیٰ کی اس رقم سے طعام اور لباس سے مدد کی جا سکے۔ اور ان کی دعائیں آپ لوگوں کے لئے بخشش کا موجب ہوں

یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر کوئی مقامی آدمی ایسا نہ ہو۔ جو اس صدقہ کا مستحق ہو۔ تو وہ تمام رقم غرباء پر خرچ کرنے کے بعد جو بچ جائے۔ وہ مرکز میں بھجوا دینی چاہیئے۔

نوٹ:۔ غلہ کی اوسط قیمت گیارہ روپے فی من لگائی گئی ہے۔ اور اس کے مطابق ایک صاع کی قیمت ۱۲ر اور نصف صاع کی قیمت ۶ر مقرر کی جاتی ہے۔ (نظارت بیت المال)

۲۲

خطبہ جمعہ

جماعت اپنی مالی ذمہ واری کو اگر صحیح طور پر ادا کرے تو چار پانچ سال کے اندر ہم عظیم الشان تغیر پیدا کر سکتے ہیں

اگر ہم کوشش کریں تو ہمارا چندہ بہت بڑھ سکتا ہے اور ہمارا بار آسانی سے دُور ہو سکتا ہے

از حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۳ مئی ۱۹۵۲ء

مرتبہ۔ سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

آج

سائبان تو نظر آتے ہیں

لیکن اب تک اس امر پر غور نہیں کی گیا کہ مسجد کی عمارت اور سائبانوں کو کس طرح بچایا جائے۔ غالباً یہ تیسرا ہفتہ ہے۔ جب میرے سامنے نظارت تعلیم و تربیت نے ایک تجویز پیش کی تھی۔ لیکن آج بھی سائبان لگا دیئے گئے ہیں۔ رسے دیوار کے ساتھ باندھے ہیں۔ ہوائیں آرہی ہیں۔ اور سائبان اڑ رہے ہیں۔ گزشتہ ہفتہ نظارت نے رپورٹ کی ہے۔ کہ تین سائبان پھٹ گئے ہیں۔ چنانچہ ایک سائبان سیا ہوا نظر آتا ہے۔ لیکن وہ اسی طرح کا سیا ہوا ہے۔ جس طرح کسی اناڑی اور بے پرواہ شخص کا کرتہ پھٹ جائے۔ تو وہ ململ میں لٹھا لگا لیتا ہے۔ لٹھے میں ململ لگا لیتا ہے۔ یا سفید کپڑے میں رنگ دار چھینٹ لگا لیتا ہے۔ سائبان پھٹے ہیں تو دوسوتی پر جو رنگ دار اور نقش و نگار والی ہے۔ سفید کپڑا لگا دیا گیا ہے۔ جو نہ اس قدر مضبوط ہے۔ اور نہ دیکھنے میں اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اصل چیز یہ ہے۔ کہ اس کا صحیح علاج سوچا جائے۔ اگر اس چھوٹی سی چیز کو بھی تین ہفتہ میں نہیں سوچا گیا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے قیامت تک نہیں سوچا جائے گا۔

اس کے بعد میں جماعت کو

ایک اہم سوال

کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اور وہ سوال ہے چندوں کی وصولی کا۔ الفضل میں اس ہفتہ چندوں کے متعلق ایک اعلان شائع ہوا ہے۔ یہ اعلان ایک ایسی جماعت کے متعلق ہے۔ جو ساری زمیندار جماعتوں میں سے سب سے زیادہ آسودہ ہے گو تعداد میں کم ہے۔ لیکن اخلاص اور قربانی میں بہت اچھی ہے۔ اور وہ سرگودھا کے ضلع کی جماعت ہے۔ یہ اعلان پڑھا تو سب نے ہو گا۔ لیکن جمعہ کے احترام کے طور پر میں یہ نہیں کہتا کہ بتاؤ کس شخص نے اس اعلان پر غور کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ۹۹ فیصدی لوگ ایسے ہونگے جنہوں نے اس اعلان کو دیکھا اس پر نظر ڈالی اور چل دیئے لیکن اس قسم کا اعلان ایسا نہیں کہ اس پر غور نہ کیا جائے۔ اسی لئے اس قسم کے اعلانات شائع کئے جانے چاہئیں۔ میرے منہ سے یہ نکلنے لگا تھا۔ کہ اس قسم کے اعلانات شائع کئے جاتے ہیں۔ لیکن مجھے فوراً خیال آگیا۔ کہ یہ بات غلط ہے۔ اصل میں یہی لفظ درست ہیں کہ

اس قسم کے اعلانات

شائع کرنے چاہئیں۔ اس لئے کہ اگر میں کہتا۔ کہ اس قسم کے اعلانات شائع کئے جاتے ہیں۔ تو اس سے بیت المال کی برأت ہوگی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ بیت المال نے یہ اعلان شائع کرکے اپنے آپ کو مجرم بنا لیا ہے۔ اس لئے کہ اس نے اعلان کے نیچے میزان نہیں دی۔ جب چندہ بیس بائیس جماعتوں کا نقشہ شائع کیا جاتا ہے۔ تو اس کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ ان کا آپس میں مقابلہ کیا جائے۔ اور مقابلہ میزان کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ ہر انسان قلم پنسل لے کر نہیں بیٹھ سکتا۔ اور نہ ہر انسان میں اتنا جوش ہوتا ہے۔ کہ وہ اس قسم کے اعلانات پڑھ کر حساب لگائے۔ میں نے

حساب لگایا

تو آٹھ دس منٹ لگ گئے۔ پھر چونکہ میں نے زبانی حساب لگایا تھا۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس میں کچھ غلطی رہ گئی ہو۔ کیونکہ زبانی حساب لگاتے میں بھول بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن میں نے جو حساب لگایا۔ اگرچہ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ پورا صحیح تھا۔ اس سے جو نتیجہ نکلا وہ نہایت خطرناک تھا نقشہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تیس ۳۰ ہزار روپیہ کی وصولی ہوئی ہے۔ اور پینتالیس ہزار کی نادہندگی ہے۔ گویا اتنی بڑی شاندار جماعت کی وصولی ۴۰ فی صدی ہے۔ دوسری جماعتیں جو قربانی میں اس جماعت سے کم ہیں۔ جن کو نہ تو اچھا امیر نصیب ہوا ہے۔ اور نہ ان کی مالی حالت اچھی ہے۔ اور نہ وہ قربانی کے جوش میں اچھے سمجھے جاتے ہیں۔ ان کی وصولی تو ۱۵۔۲۰ یا ۳۰ فیصدی ہوگی۔

یہ علامت نہایت خطرناک ہے۔

اور اس سے جو رنج کا پہلو پیدا ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ بہترین جماعتوں میں سے ایک جماعت صرف ۴۰ فیصدی چندہ دیتی ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ حساب بھی غلط بنتا ہے۔ اس لئے کہ وصول شدہ چندہ میں سے ۱۳ ہزار سات سو پچاس روپیہ کی رقم شہر سرگودھا کی ہے۔ جس کا چندہ سو فیصدی ادا ہوا ہے۔ یعنی جتنے چندے کا وعدہ تھا۔ جماعت نے وہ سو فیصدی دے دیا ہے۔ جس کے معنے یہ نکلتے ہیں کہ جماعت کا امیر

تعہد سے کام لے رہا ہے

اور جماعت کا جتنا حصہ اس کے قریب تھا۔ اس سے اس نے پورا چندہ وصول کر لیا ہے۔ اب اگر ۷۵ ہزار روپیہ میں سے ۱۳ ہزار کی رقم نکال لی جائے۔ تو ۶۲ ہزار روپیہ کی رقم باقی رہ جاتی ہے۔ اور اگر ۳۰ ہزار میں سے ۱۳ ہزار روپیہ کی رقم نکال دی جائے۔ تو ۱۷ ہزار کی رقم باقی رہ جاتی ہے۔ اور وصولی شہر سرگودھا کو چھوڑ کر چالیس فیصدی نہیں ہوگی۔ بلکہ اندازہ ۲۶ فیصدی کے قریب آجائے گا۔ اور یہ اندازہ نہایت افسوسناک ہے۔ اس سے اس امر کی بھی تصدیق ہوتی ہے کہ میرے اندازے کے مطابق ۲۵ لاکھ روپیہ چندہ وصول ہونا چاہیئے۔ اور موجودہ چندہ کی نسبت سے یہ بات قریب قریب درست نظر آتی ہے۔ اس وقت جماعت کا کل چندہ ۱۱½ لاکھ روپیہ ہے۔ اور اگر یہ فرض کر لیا جائے۔ کہ یہ رقم کل چندہ کا ۴۰ فیصدی ہے۔ تو بجٹ ۲۵ لاکھ روپیہ سالانہ تک پہونچ جاتا ہے۔ بلکہ

حقیقت تو یہ ہے

کہ بعض جماعتوں کی وصولی ۴۰ فیصدی بھی نہیں اگر ضلع سرگودھا کی جماعتوں میں سے سرگودھا شہر کی جماعت کو نکال دیا جائے۔ تو یہ نسبت بھی قائم نہیں رہتی۔ سرگودھا کی جماعت نے سو فی صدی چندہ ادا کر دیا ہے۔ گو جلسہ سالانہ کے چندہ میں کچھ کمی ہے۔ لیکن عام چندہ اور وصیت کا چندہ اس نے سو فیصدی ادا کر دیا ہے۔ اور ایسی جماعتیں بہت کم ہوتی ہیں۔ شوریٰ میں جو فہرست پیش ہوئی تھی۔ اس سے یہ علم نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ کسی جماعت نے سو فی صدی چندہ ادا کر دیا ہے۔ لیکن اب جو فہرست ضلع سرگودھا کی جماعتوں کی چھپی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سرگودھا شہر اور ضلع سرگودھا کی تین چار اور جماعتیں ایسی ہیں جنہوں نے سو فیصدی چندہ ادا کر دیا ہے۔ اپنی جگہ پر یہ ایک

نہایت عمدہ مثال ہے

لیکن جو نادہند ہیں انہوں نے بھی اپنی جگہ پر کمال کر دیا ہے۔ انہوں نے صرف دس۔ بیس یا تیس فیصدی چندہ دیا ہے۔ ایسی جماعتیں جنہیں میں مخلصوں کی جماعتیں سمجھتا تھا۔ مثلاً چک ۳۳ اور چک ۳۵ کی جماعتیں ہیں۔ یا چک ۲۸ چک ۹۹ کی جماعتیں ہیں۔ لیکن سوائے چک ۳۵ کے باقی جماعتوں کے چندہ کی وصولی نہایت خطرناک ہے۔ حالانکہ یہ لوگ مخلص ہیں بڑا اچھے قربانی کرنے والے ہیں۔ اور مالدار ہیں۔

لائل پور کی جماعت

سرگودھا کی جماعت سے تعداد میں بہت زیادہ ہے۔ لیکن نی کس کے لحاظ سے اس کی مالی حالت اتنی اچھی نہیں۔ مالدار نہیں۔ اور اس وجہ سے ہمیں اس کے حساب میں رعائت سے کام لینا پڑتا ہے۔

مگر اس کے چندہ کا نقشہ ابھی شائع نہیں ہوا۔ اس لئے نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس کا کیا حال ہے۔ ہمارے لئے اس اعلان میں

ایک خوشی کا پہلو

بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ ہمارے لئے موقعہ ہے۔ کہ اگر ہم کوشش کریں۔ تو ہمارا چندہ بڑھ سکتا ہے۔ اور ہمارا بار آسانی سے دور ہو سکتا ہے۔ اس سال گیارہ لاکھ اکاون ہزار روپیہ کا بجٹ بنا تھا۔ جس میں سے ہمیں ایک لاکھ بائیس ہزار روپیہ کاٹنا پڑا۔ یعنی گیارہ لاکھ اکاون ہزار کو دس لاکھ انتیس ہزار کرنا پڑا۔ اگر چندے پوری طرح وصول ہوتے۔ تو بجٹ پچیس لاکھ روپیہ کا ہوتا۔ اور اگر یہ آمد ہوتی۔ تو اس کے معنے یہ ہوتے۔ کہ ہمیں کوئی رقم کاٹنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ اور نہ صرف کوئی رقم کاٹنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ بلکہ سال کے اندر اندر ہم اپنے قرضے اتار دیتے۔ اگر پچیس لاکھ روپیہ کی بجائے بیس لاکھ روپیہ آمد بھی ہوتی۔ تب بھی ہم اپنا خرچ پورا کرتے۔ اور قرضے بھی اتار دیتے۔ اور پانچ دس سال میں اعلیٰ درجہ کا ریزرو فنڈ قائم ہو کر

ہماری اشاعتی حیثیت

اور بڑھ جاتی۔ ہمارے پاس اس وقت سوا سو کے قریب مبلغ ہیں۔ یا شاید مبلغین کی تعداد اس سے کچھ کم ہو۔ بہر حال یہ مبلغ کام کے لحاظ سے اس قدر تھوڑے ہیں۔ کہ غیروں میں تبلیغ تو الگ رہی۔ پاکستان کی جماعتوں کی نگرانی بھی نہیں ہو سکتی۔ مثلاً پاکستان میں ہماری انجمنیں ۸۰۰ سے اوپر ہیں۔ اور سوا سو مبلغین کے معنے ہیں۔ کہ ہمارے مبلغین احمدی جماعتوں میں بھی نہیں پہنچ سکتے۔ فرض کرو ہمارے پاس ریزرو فنڈ ہو۔ اور پھر پچیس تیس لاکھ روپیہ کا بجٹ ہو۔ تو عملہ کی زیادتی تو نہایت کم ہوگی۔ خط و کتابت سکولوں اور کالج کے خرچ کی بھی بہت کم زیادتی ہوئی ہے۔ اگر عملہ کو ہم انتہا تک بھی پہنچا دیں۔ تو ہمارا بجٹ اخراجات ساڑھے دس لاکھ روپیہ کی بجائے۔ ساڑھے تیرہ لاکھ روپیہ کا ہو جائے گا۔ اگر ہماری آمد

بیس لاکھ روپیہ سالانہ

بھی ہو۔ تو ساڑھے چھ لاکھ روپیہ بچ گیا۔ اور اگر ایک سو روپیہ ماہوار فی مبلغ کا خرچ رکھ لیا جائے۔ تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ پانچ سو مبلغ زائد کیا جا سکتا ہے۔ اگر کچھ روپیہ اشاعت کے لئے رکھ لو۔ تو چار سو مبلغ ہی سہی۔ اگر چار سو مبلغ اور بن جائیں۔ تو قریباً ایک سو جماعتوں میں ایک مبلغ ہو جائے گا۔ اس طرح ہماری تبلیغ کتنی وسیع ہو جائے گی۔ گویا اگر جماعت اپنی ذمہ داری کو صحیح طور پر ادا کرے۔ تو موجودہ جماعت

چار سو مبلغ اور رکھ سکتی ہے۔ پھر جہاں چار سو مبلغ کام کر رہا ہو۔ اور لٹریچر کی اشاعت بھی بڑھ جائے۔ تو سعیت بھی زیادہ ہوگی۔ اور اس طرح لاکھ دو لاکھ روپیہ کی سالانہ زیادتی ممکن ہے۔ اور چار پانچ سال کے اندر عظیم الشان تغیر پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر ان اعداد و شمار کو سامنے دیکھ کر کام کیا جائے۔ تو

حیرت ناک طور پر ترقی

ہو سکتی ہے۔ بلکہ اگر جماعت ۸۰ فی صدی ذمہ داری بھی ادا کرے۔ تو چار پانچ سال تک ہمارا سالانہ بجٹ تیس لاکھ روپیہ تک پہنچ جائے گا۔ اس طرح ہم بڑی تعداد میں مبلغ بھی رکھ سکتے ہیں۔ اور پھر کافی لٹریچر بھی شائع ہو سکتا ہے۔ اب ہمارا بجٹ گیارہ بارہ لاکھ کا ہے۔ اگر پچیس لاکھ کا بجٹ ہو جائے۔ تو علاوہ مبلغ بڑھانے کے ہم پچاس ہزار روپیہ ماہوار کا لٹریچر شائع کر سکتے ہیں۔ اگر ہم زائد مبلغ رکھ لیں۔ اور تین لاکھ روپیہ سالانہ کا لٹریچر شائع کریں۔ تو ہماری آواز دس پندرہ لاکھ آدمیوں تک پہنچ جائے۔ اور دس پندرہ لاکھ میں سے بیس تیس ہزار آدمی لے لینا کوئی مشکل امر نہیں۔

ہماری غفلت کا نتیجہ

ہے۔ کہ جماعت پوری طرح اپنی ذمہ داری کو ادا نہیں کر رہی۔ اگر یہ نقشہ غلط نہیں۔ تو یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ اس قسم کی مخلص جماعت جب کپاس کی قیمت ۴۰ ـ ۵۰ روپیہ فی من تک پہنچی ہے۔ اگر ۱۵ ـ ۱۶ فی صدی چندہ دیتی ہے۔ تو جب قیمتیں گریں گی۔ تو ان کا کیا حال ہوگا۔ یہ جماعت مخلصین کی ہے۔ اور دولت کی فراوانی کے باوجود اگر چندہ میں ان کی حالت اتنی افسوسناک ہے۔ تو دوسری جماعتوں کا کیا حال ہوگا۔ زمیندار کی اپنی گندم ہوتی ہے۔ دیہات میں گوشت ہوتا نہیں۔ گوشت کی ضرورت ہو۔ مرغی انڈا کھا کر لوگ گزارہ کر لیتے ہیں۔ یا کبھی کبھی کچھ آدمی اکٹھے ہو کر کوئی گائے یا بیل ذبح کر لیتے ہیں۔ ورنہ دال۔ ساگ۔ گڑ شکر پر گزارہ کرتے ہیں۔ پھر دودھ۔ گھی اپنا ہوتا ہے۔ ایندھن اپنا ہوتا ہے۔ اس طرح کھانے کا خرچ بہت کم ہوتا ہے پھر آجکل دو اڑھائی ہزار روپیہ فی مربعہ اوسط آمدن ہے۔ سرگودھا کے ضلع میں بعض علاقے ایسے ہیں۔ جن کی زمین ادنیٰ ہے۔ باقی علاقوں کی زمین نہایت اعلیٰ ہے۔ اور وہاں ۲۵ ـ ۲۵ ـ ۳۰ ـ ۳۵ من فی ایکڑ گندم ہوتی ہے۔ پھر بہترین زمین ہونے اور پانی کی زیادتی کی وجہ سے ۱۱۰ فی صدی بلکہ بعض جگہوں میں ۱۴۰ اور ۱۵۰ فی صدی تک زمین بوئی جاتی ہے۔ سندھ میں ہم ۶۰ فی صدی تک زمین بو سکتے ہیں۔ لیکن یہاں ۱۱۰ فی صدی تک عام زمین بوئی جاتی ہے۔

لائل پور میں

۱۵۰ فی صدی تک زمین بوئی جاتی ہے۔ گویا ایک ایکڑ کو سال میں ایک سے زیادہ چکر دیئے جاتے ہیں۔ ترکاریوں اور چارے وغیرہ کی فصلوں کو ملا لیا جائے تو سرگودھا۔ لائل پور وغیرہ میں سال میں ایک ایکڑ سے دو فصل بلکہ بعض اوقات اس سے زیادہ فصل بھی لے جاتے ہیں۔ جب ہم قیمت لگاتے ہیں۔ تو ۶۶ فی صدی کی لگاتے ہیں۔ لیکن جو شخص ۱۵۰ یا ۱۶۰ فی صدی زمین بوتا ہے۔ وہ تو دگنی آمد پیدا کر لیتا ہے۔ بلکہ درحقیقت وہ اس سے بھی زیادہ آمد پیدا کر لیتا ہے۔ کیونکہ جو اندازہ ہم نے ۶۶% کاشت کا لگایا ہے۔ اس میں خرچ اکثر شامل ہو گئے ہیں مثلاً کام کرنے والے کی مزدوری اور بیل وغیرہ کا خرچ جو سب سے بڑا ہے۔ ہم نے شامل کر لیا ہے۔ پس اس سے اوپر کی آمد زائد آمدن ہوگی۔ خرچ اس میں سے نہ نکالا جائے گا۔ بظاہر حالات

آئندہ کپاس کی قیمت

پچیس تیس روپیہ فی من تک آ جائے گی۔ لیکن جن لوگوں نے اس وقت سستی کی۔ جب کپاس کی قیمت ۴۰ ـ ۵۰ روپیہ فی من تھی۔ جب کپاس کی قیمت ۲۵ ـ ۳۰ روپیہ فی من پر آ گئی۔ تو ان کا کیا حال ہوگا۔

میں سرگودھا کی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ایک زمانہ تھا۔ جب کپاس کی قیمت دس پندرہ روپیہ فی من تھی۔ اس وقت قربانی میں تم پیچھے نہیں تھے۔ تمہارے اندر اس وقت اخلاص پایا جاتا تھا۔ جب تمہاری آمدن موجودہ آمد سے ایک چوتھائی تھی۔ اس وقت تم اپنا بوجھ اٹھاتے تھے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ تم اب سستی کر رہے ہو۔ اس وقت جبکہ

مرکز تمہارے قریب آ گیا ہے

اگرچہ مرکز ضلع جھنگ میں ہے۔ لیکن دراصل یہ سرگودھا کا ہی ایک حصہ ہے۔ کیونکہ یہ چناب کے پار ہے۔ اور اس طرف ضلع جھنگ کی صرف ایک سب تحصیل ہی ہے۔ پس باوجود اس کے کہ مرکز تمہارے قریب ہے۔ باوجود اس کے کہ تنظیم بہتر ہو گئی ہے۔ کیونکہ پہلے امراء اور افسر اس قدر اعلیٰ درجہ کی قربانی کرنے والے نہیں تھے۔ جتنی قربانی کرنے والے افسر اب ہیں۔ اگر آپ کے چندہ کی نسبت ۱۰ فی صدی یا پندرہ فی صدی تک آ گئی ہے۔ تو یہ نہایت خطرہ کا مقام ہے تم اپنی اصلاح کرو۔ اور قربانی کی صحیح روح اپنے اندر پیدا کرو۔ (مرزا عبد الحق صاحب امیر جماعت سرگودھا مجھے اس کے بعد ملے اور انہوں نے بتایا کہ یہ نقشہ غلط چھپا ہے۔ اس میں سالہا سال گذشتہ کے بقائے بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔ اصل میں وصولی بیاسی فی صدی ہے۔ سو الحمد للہ۔)

کہ اس جماعت کا ایسا سست حال نہیں جیسا کہ ناظر بیت المال نے ظاہر کیا۔ ایسا نقشہ اس بے احتیاطی سے شائع کرنا اور جماعت کو صدمہ پہنچانا نہایت افسوسناک امر ہے۔ اور ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ مگر پھر بھی کمی کمی ہے۔ اور ہر جماعت کو سو فی صدی کی جگہ ایک سو دس یا ایک سو بیس فی صدی چندہ ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ ہمارے لئے خوشی کا مقام بھی ہے۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہماری آمد زیادہ ہونے کے امکانات بہت ہیں۔ بیت المال کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ ان کا اعلان انہیں خود مجرم بنا رہا ہے۔ اول اس لئے کہ انہوں نے نقشے کے نیچے میزان نہیں دی۔ اگر ان نقشوں سے ان کی غرض یہ تھی۔ کہ جماعتوں کا آپس میں مقابلہ کیا جائے۔ تو انہیں میزان دینی چاہیئے تھی۔ دوسرے جب انہیں مرض کا پتہ لگ گیا تھا۔ جب انہیں معلوم ہو گیا تھا۔ کہ خطرہ ظاہر ہے۔ تو پھر وہ اسے دور کرنے کی کیا کوشش کر رہے ہیں۔ اب تو ناظر بھی تین ہیں۔ تین ناظروں کے باوجود انہوں نے کیا کیا ہے۔ عملہ بڑھ جانے کے باوجود اور پھر گریڈوں میں ترقی کے باوجود وصولی اس قدر کم ہے۔ کہ سب سے اچھے ضلع میں وصولی چندہ ۱۴ فی صدی ہے۔ (میں بتا چکا ہوں کہ اس میں بھی نظارت بیت المال کی غلطی ہے۔ وصولی بیاسی فی صدی ہے) پھر میں دیکھتا ہوں کہ شہری جماعت سے چندہ کی وصولی بآسانی ہو جاتی ہے۔ لیکن کراچی اور لاہور کی آمد ۶۰ ـ ۷۰ فی صدی ہے۔ سرگودھا شہر کی جماعت نہایت اچھی ہے۔ اس نے سو فی صدی چندہ ادا کر دیا ہے۔ پھر ضلع کی تین چار اور جماعتیں بھی ایسی ہیں۔ کہ انہوں نے سو فی صدی چندہ ادا کر دیا ہے۔ یہ نقشہ اتفاقی طور پر شائع کیا گیا ہے۔ ورنہ جماعت کے امراء کا اپنا کام ہے۔ کہ وہ مرکز سے اس قسم کے نقشے منگوایا کریں۔ کہ ان کے ضلعوں کی جماعتوں کی وصولی کیا ہے۔ پھر اخباروں میں ایسے نقشے شائع کئے جائیں۔ تا جماعتوں کا آپس میں مقابلہ ہو۔ اور تا افراد کو اپنی اصلاح کا خیال رہے۔ اس سے جماعت میں بیداری پیدا ہوتی ہے۔

میں پھر کہوں گا کہ سب سے زیادہ ذمہ داری مرکز پر ہوتی ہے۔ ربوہ کو باقی جماعتوں کے سامنے اپنا اعلیٰ نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ پچھلے دنوں میں نے تحریک کی کہ پریذیڈنٹ صاحبان ربوہ کی جماعت کے ایسے افراد کی فہرست تیار کریں۔ جن کی عمر بارہ سال سے اوپر ہے۔ اس پر جنرل پریذیڈنٹ صاحب میرے پاس ایک نقشہ بنا کر لائے۔ میں نے اس پر جرح کی اور کہا کہ اس قسم کا نقشہ آنا چاہیئے۔ اس کے بعد تین ہفتے گزر گئے ہیں۔ وہ نقشہ دوبارہ پیش نہیں کیا گیا۔ پریذیڈنٹ صاحب نے یہ سمجھ لیا۔ کہ یہ نقشہ بنا کر میں نے اپنی زندگی کا مقصد پورا کر لیا ہے۔ اگر وہ کام کر رہے ہیں۔ تو ایسے کام کے لئے تین ہفتہ کی دیر معقول نہیں۔ تین چار دن کی مہلت کافی تھی۔ اور اگر وہ تین چار دن میں وہ کام نہیں کر سکتے تھے۔ تو انہیں ساتھ ساتھ رپورٹ کرتے رہنا چاہیئے تھا۔

اگر وہ رپورٹ پیش کرتے رہتے تو اس کے معنے تھے۔ کہ کوئی روک پیدا ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ کام پورا نہیں کر سکے۔ ویسے وہ کام کر رہے ہیں لیکن دیر کرنا اور پھر اس کی رپورٹ نہ کرنا

افسوسناک امر ہے

میں جب سے خلیفہ ہوا ہوں۔ جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ کہ دیر کا ہونا بُری بات نہیں۔ بعض دفعہ مجبوری ہوتی ہے۔ لیکن اگر تین چار دن سے زیادہ دیر لگتی ہے۔ تو اس کی رپورٹ دیتے رہنا چاہیئے۔ اگر میں دریافت کروں کہ تم نے دیر کیوں لگا دی ہے۔ تو یہ جائز۔ درست اور ضروری اثر مجھ پر پڑے گا کہ تم غافل ہو۔ لیکن اگر تم رپورٹ کرتے رہو گے کہ فلاں وجہ سے دیر ہو رہی ہے۔ تو میں سمجھوں گا کہ بعض مشکلات ہیں۔ جن کی وجہ سے ابھی تک کام مکمل نہیں ہوا گویا میرا پوچھنا تمہیں مجرم ثابت کرتا ہے۔ لیکن تمہارا رپورٹ کرنا ایک حد تک یہ ثابت کرتا ہے۔ کہ تم صحیح طور پر کام کر رہے ہو۔ اور میرے لئے یہ موقعہ ہو گا۔ کہ میں

محنتی اور غیر محنتی میں فرق

کر سکوں۔ اگر تم رپورٹ نہیں کرتے تو اس کے لازمی معنے ہیں کہ تم اپنے کام کی طرف توجہ نہیں کرتے اور سمجھتے ہو کہ کام ہو گیا تو ہو گیا اور میں بھول جاؤں تو اچھی بات ہے امر مشارٌ الیہ میں تین ہفتے ہو گئے۔ ابھی تک رپورٹ نہیں آئی اس سے میں یہ سمجھنے پر مجبور ہوں کہ انہوں نے یہ خیال کیا کہ ان پر پہلی رپورٹ کا یہ اثر ہے کہ کام ہو گیا ہے۔ انکے پاس سینکڑوں کام ہیں وہ بھول گئے ہوں گے انہیں یاد کرانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ طریق نہایت افسوسناک ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ میں کام کی بات نہیں بھولا کرتا۔ اس لئے ان کا یہ ٹرک (Trick) ان کے لئے فائدہ مند نہیں

میرا حافظہ

اپنی ذات میں کمزور ہے۔ میں کوئی لمبی چیز یاد نہیں کر سکتا۔ میں نے کئی شاعروں کے شعر پڑھے ہیں۔ لیکن شاید مجھے چھ سات شعر یاد ہوں۔ قرآن کریم ہزاروں دفعہ پڑھا ہے۔ لیکن جب ضرورت پڑے۔ مجھے آیت کا آدھا ٹکڑا یاد رہتا ہے اور آدھا نہیں۔ اور میں کسی حافظ سے پوچھتا ہوں بتایئے یہ آیت کیا ہے لیکن واقعات میں نہیں بھولا کرتا۔ میرے پاس ڈاک آتی ہے بعض اوقات پرائیویٹ سیکرٹری دس دس پندرہ پندرہ دن کے بعد بعض خطوط کا خلاصہ پیش کرتے ہیں اور میں کہہ دیتا ہوں یہ بات غلط ہے اصل خط میں یہ بات نہیں اور جب وہ خط لایا جاتا ہے تو وہ واقعی غلط خلاصہ ہوتا ہے۔ میرے ساتھ کام کرنے والے جانتے ہیں کہ جو واقعات سے تعلق رکھنے والا امر ہو یہ احساس کے متعلق خدا تعالیٰ نے مجھے

غیر معمولی حافظہ

دیا ہے۔ ورنہ دوسری باتوں میں میرا حافظہ کمزور ہے۔ ممکن ہے۔ کہ ایک دن مجھے ذہول ہو جائے لیکن وہ بات میرے دماغ کی لائبریری میں محفوظ رہتی ہے۔ اور وہ پھر باہر نکال دیتی ہے۔ اور دو چار دن کے بعد مجھے وہ بات یاد آجاتی ہے۔ غرض یہ ایک ضروری امر ہے۔ کہ ربوہ کے کارکنوں کی اصلاح ہو جائے۔ یہ اگر درست ہو جائیں۔ تو اس کا اثر دوسری جماعتوں پر بھی پڑے گا۔

میرا اپنا اندازہ ہے

کہ ربوہ کی جماعت کا ایک لاکھ چندہ ہونا چاہیئے شاید تمہاری نظر میں یہ عجیب بات ہو۔ لیکن درحقیقت یہ عجیب بات نہیں ۷۰ ہزار روپے کا بل صدر انجمن احمدیہ کا ہوتا ہے۔ اور سولہ ہزار روپیہ کے قریب تحریک جدید کا بل ہوتا ہے۔ اور آٹھ ہزار روپیہ کانسٹرکشن بن کر آتا ہے۔ کارکنوں کے چندہ کی کٹوتی بلوں میں ہوتی ہے۔ اسی طرح ۸۰ ہزار روپیہ چندہ آجاتا ہے۔ باقی جو آزاد لوگ ہیں تاجر ہیں۔ پیشہ ور ہیں۔ بیس ہزار کے قریب ان کا چندہ ہونا چاہیئے اس سے کم نہیں زیادہ ہونا چاہیئے۔ گویا صرف ربوہ کا چندہ ایک لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن اس طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ جس کی وجہ سے اس میں کمی آجاتی ہے حقیقت یہ ہے کہ

صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ بجٹ

۲۰ - ۳۰ لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہونا چاہیئے۔ اور ادھر تحریک جدید کا سالانہ بجٹ چھ لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ بجٹ بھی بہت کم ہے اور وہ بجٹ بھی بہت کم ہے۔ تحریک جدید کے دونوں فنڈوں کے چندے ملا کر چار لاکھ سالانہ ہوتا ہے اور صدر انجمن احمدیہ کا دس گیارہ لاکھ روپیہ کا بجٹ ہے۔ بیرونی جماعتوں کا چندہ اس کے علاوہ ہے۔ ربوہ کے کارکنوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔ مرکز میں جب کوئی عہدیدار مقرر ہوتا ہے۔ تو اس کے لئے یہ بات ابتلاء کا موجب بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے محاسبہ میں آجاتا ہے۔ مرکز میں عہدیدار مقرر ہونا آسان امر نہیں۔ مرکز میں جو عہدیدار مقرر ہوتا ہے اس پر زیادہ ذمہ داری ہوتی ہے۔ جب تک

مرکز کے عہدیدار

اپنا نمونہ پیش نہ کریں۔ لوگ ٹھوکر کھا جاتے ہیں وہ مرکز کی مثال پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں تم لوگوں نے سو فی صدی چندہ ادا نہیں کیا۔ لیکن سرگودھا شہر اور سرگودھا ضلع کی چار پانچ اور جماعتوں نے سو فی صدی چندہ ادا کر دیا ہے۔ اب یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ ربوہ کو کہا جائے کہ تم سرگودھا خوشاب یا کسی اور گاؤں کے پیچھے چلو اور اس سے نمونہ حاصل کرو۔ ہاں یہ کہنا درست ہے کہ اے لوگو تم ربوہ کے پیچھے چلو۔ اگر تم سو فیصدی چندہ ادا نہیں کرتے۔ تو یہ بات دوسری جماعتوں کے لئے ٹھوکر کا موجب ہو گی۔

پس تم دوسری جماعتوں کے سامنے

اپنا نمونہ پیش کرو

اور زیادہ سے زیادہ کام کرو تا تبلیغ کے کام کو وسیع کیا جائے۔ اور لٹریچر کی اشاعت کو زیادہ کیا جائے۔ اگر تم غفلت سے کام لیتے ہو۔ تو دوسرے لوگ بھی غافل ہو جائیں گے اور اس طرح تم اپنا کام وسیع نہیں کر سکو گے۔ دشمن شرارتوں میں بڑھتا جائے گا۔ اور اس کا علاج تمہاری طاقت سے باہر ہو جائے گا۔

رمضان کے مبارک مہینہ میں یہ دعائیں نہ بھولیں

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مدظلہ العالی

یہ رمضان کا مہینہ جو سال میں صرف ایک دفعہ آتا ہے اور اب گذرتا جا رہا ہے۔ ایک نہایت ہی مبارک مہینہ ہے۔ جس میں خدا تعالیٰ اپنے خاص فضلوں اور رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ اپنے بندوں کے قریب تر آجاتا اور ان کی دعاؤں کو زیادہ سنتا ہے۔ اس لئے رمضان میں جہاں نوافل اور تلاوت قرآن مجید اور صدقہ خیرات کی طرف زیادہ توجہ دلائی گئی ہے۔ وہاں دعاؤں کی بھی خاص تحریک کی گئی ہے۔ پس دوستوں کو رمضان المبارک میں دعاؤں کی طرف بہت توجہ دینی چاہیئے۔ اور موجودہ نازک حالات میں مندرجہ ذیل دعاؤں کو ضرور یاد رکھا جائے۔ یہ دعائیں انشاء اللہ نہ صرف جماعت کی اہم ضروریات کو پورا کرنے والی بلکہ دعا کرنے والوں کے لئے بھی موجب برکت و رحمت ہوں گی

(۱) آج کل جماعت کے خلاف طرح طرح کے فتنے اٹھ رہے ہیں۔ ان فتنوں میں جماعت کی حفاظت اور ترقی کی دُعا

(۲) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اور لمبی زندگی اور بیش از پیش ترقی کی دُعا

(۳) اگر حضرت ام المومنین ادام اللہ فیوضہا کی وفات کے ساتھ خدا تعالیٰ کی کسی اور تلخ تقدیر کی تاریں لپٹی ہوئی ہیں۔ تو اس تلخ تقدیر سے جماعت کی حفاظت کی دعا

(۴) قادیان اور اہل قادیان اور ربوہ اور اہل ربوہ کی حفاظت و ترقی کی دُعا

(۵) دُنیا بھر میں پھیلے ہوئے جماعت کے مبلغین اور سلسلہ کے دیگر کارکنوں کے کام میں خاص برکت کی دُعا۔

اس کے علاوہ اپنے لئے اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کے لئے اور جماعت کے جملہ بیماروں اور بے کاروں اور مقروضوں اور مصیبت زدوں اور امتحان میں شریک ہونے والوں کے لئے بھی دعا کی جائے کیونکہ حقیقتاً یہ سب جماعتی ضروریات کو پورا کرنے والی چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس رمضان میں خاص دعاؤں کی توفیق دے۔ اور ہماری دعاؤں کو اپنے فضل اور رحم سے قبولیت کے شرف سے نواز ے آمین یا ارحم الراحمین

(خاکسار :- مرزا بشیر احمد ربوہ)

حضرت اُم المومنین نور اللہ مرقدہا کی سیرت طیبہ واقعات کی روشنی میں

(گذشتہ سے پیوستہ)

اہلیہ صاحبہ مکرم مولوی غلام نبی صاحب مصری تحریر کرتی ہیں:-

میری زندگی میں کئی ایسے واقعات گزرے ہیں۔ جن سے حضرت اماں جان نور اللہ مرقدہا کی غریبوں سے محبت معلوم ہو سکتی ہے۔

۱۹۱۷ء میں جب میری شادی ہوئی۔ تو ہمارے پاس سفید زمین تھی۔ لیکن اتنی طاقت نہ تھی کہ مکان بنا سکتے۔ آخر ہم ایک کوٹھڑی بنانے میں کامیاب ہو گئے اور وہ بھی اس طرح کہ چار دیواریں کھڑی کر کے ان پر ایک چھت معمولی سی ڈال دی۔ دروازہ کے پیسے کہاں سے آتے۔ دروازہ بھی نہیں خرید سکے محض دروازہ کی جگہ چھوڑ دی۔ ایک چھوٹی سی کھڑکی لگا لی۔ تاکہ ہوا آ سکے۔ باہر کپڑے کا ایک پردہ سا بنا لیا تھا۔ اماں جان نے کہیں وہاں سے گزرتے ہوئے دیکھا۔ تو تشریف لے آئیں۔ آپ کے ساتھ آپا امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بھی تھیں۔ آپ اندر تشریف لائیں۔ اور کوٹھڑی دیکھنے لگیں۔ حضرت اماں جان کے اس طرح تشریف لانے سے مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔ میں حضرت اماں جان کے گھر جایا کرتی تھی۔ لیکن اس سے پہلے حضرت اماں جان میرے گھر تشریف نہیں لائی تھیں۔ جب اماں جان کو دیکھا۔ تو مجھے ایسا محسوس ہوا۔ کہ دنیا کی سب سے بڑی نعمت میرے گھر میں آ گئی ہے۔ میں نے مقدور بھر خدمت کی۔ اماں جان کچھ دیر تک ٹھہری رہیں۔ پھر واپس چلی گئیں۔

اماں جان رضی اللہ عنہا کے اس ورود مسعود کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اس دن کے بعد سے متواتر ہماری مدد کی۔ اور ہم بتدریج اپنے مکان کی تعمیر کرتے رہے اس واقعہ کے کچھ عرصہ کے بعد خدا تعالیٰ نے ہماری مدد کی۔ اور ہم نے ایک چھوٹا سا برآمدہ اس کوٹھڑی کے سامنے بنا لیا۔ حضرت اماں جان نے جب اس کو دیکھا۔ تو پھر تشریف لائیں اور فرمانے لگیں "برآمدہ بنانے کا تمہیں کیا فائدہ" مطلب یہ تھا کہ تم کمرہ بنا لیتیں۔ لیکن تم نے برآمدہ بنا لیا ہے۔ میں نے عرض کی۔ "کہ ابھی اتنی طاقت نہیں۔ کہ کمرہ بنا سکیں۔ اس لئے ہم نے سوچا۔ کہ برآمدہ بنا لیں"۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ہمارے گھر کے ساتھ ہی ایک نیا مکان بنا۔ تو اماں جان اسے دیکھ کر تشریف لائیں۔ اور مجھ سے فرمایا۔ "یہ مکان تمہارا ہے" میں نے بتایا "کہ یہ مکان ہمارا نہیں"۔ تو اماں جان نے فرمایا "تو تم کب بناؤ گی" میں نے درخواست کی۔ کہ ہمارے لئے دعا فرمائیں۔ کہ "خدا تعالیٰ ہماری مدد فرمائے تاکہ ہم مکان بنا سکیں"۔ تو اماں جان نے ایسی ہمارے لئے دعا کی۔ کہ آج بھی جب یاد آتا ہے۔ تو وہ دلکش منظر آنکھوں کے سامنے گھوم جاتا ہے۔ آپ نے اپنے دوپٹے کی جھولی اٹھائی۔ اور تین دفعہ فرمایا "اے اللہ تو اسے توفیق دے کہ یہ مکان بنا سکے"۔

خدا تعالیٰ کے کام عجیب ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے پیاروں کی دعائیں سنتا ہے۔ اور ان کو پورا فرماتا ہے۔ ان دنوں میں نے ایک کمیٹی میں حصہ لیا ہوا تھا۔ لیکن کون جان سکتا تھا۔ کہ اس دفعہ میرے ہی نام وہ کمیٹی نکلے گی۔ جب حضرت اماں جان نے دعا فرمائی۔ تو اس کے چند دنوں کے بعد کمیٹی نکلی۔ اور وہ میرے ہی نام کی تھی۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے روپے کا انتظام کر دیا۔ اور ہم مکان بنانے میں کامیاب ہو گئے۔

اس واقعہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت اماں جان کو ہم غریبوں سے کس قدر ہمدردی اور محبت تھی۔ اور آپ کو ہمارے حالات کے سنوارنے کا کتنا خیال تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کا صدمہ بہت بڑا صدمہ تھا۔ لیکن جس طرح حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے اس کو صبر سے برداشت کیا۔ اس کی مثال تاریخ عالم میں ملنی مشکل ہے۔ جب کبھی آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد آتی تھی۔ تو آپ کبھی صبر کا دامن نہ چھوڑتی تھیں۔ ایک دفعہ میں نے خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی۔ آپ اس وقت نواب صاحب کی کوٹھی کے درمیانی کمرہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت اُم المومنین بھی وہاں پر ساتھ تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ حضور علیہ السلام نے جلدی واپس جانا ہے۔ مجھے اندر آتے جاتے صرف سلام کہہ کر باہر نکل جاتے۔ میں نے حضرت اماں جان کی خدمت میں عرض کی۔ کہ میری بھی ملاقات کروا دیں۔ اس پر میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے یہ خواب اماں جان کو سنایا۔ تو آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ آپ نے مسرور دل جو آپ کی خادمہ تھی۔ اس کو بلا کر فرمایا۔ "میرا قرآن شریف لے آؤ"۔ جب وہ قرآن شریف لائی۔ تو آپ نے پڑھنا شروع کیا۔ میں نے اسی وقت سوچا۔ کہ خدا تعالیٰ نے دکھ درد کو دور کرنے کے لئے قرآن کریم گویا اکسیر بنایا ہے۔ ہم کو بھی حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس چیز کو اپنا شعار بنانا چاہیئے۔

حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا غریبوں کی تقاریب میں بھی باوجود عدیم الفرصتی کے شامل ہو جایا کرتی تھیں۔ میں نے جب اپنے بھانجے کی شادی میں دعوت ولیمہ دی تو میں نے حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا سے درخواست کی۔ کہ "آپ بھی اس دعوت میں شامل ہو کر اس کو بابرکت بنائیں"۔ تو اماں جان نے فرمایا "کہ میں کل سندھ جا رہی ہوں تو تیاری کرنی ہے۔ اس لئے میرا شامل ہونا مشکل ہے۔ جاؤ۔ تم دلہن کو یہاں ہی لے آؤ"۔ چنانچہ میں دوسرے دن دلہن کو ساتھ لے گئی۔ تو آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور بہت دعائیں دیں۔

ایک دفعہ ہم دار الفضل کی چار عورتیں درس سننے کے لئے شہر گئیں۔ تو معلوم ہوا۔ کہ حضرت امیر المومنین سیر کے لئے تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ ہم نے سوچا کہ اماں جان رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھنا چاہیئے۔ ہم حضرت اماں جان کے پاس بیٹھ گئیں۔ اور آپ ہمارے ساتھ گفتگو فرماتی رہیں۔ اور یہ سلسلہ اتنی دیر تک رہا۔ کہ حضرت امیر المومنین سیر سے واپس تشریف لائے۔ تو حضرت اماں جان نے حضور کو بتایا۔ کہ یہ چار دوں عورتیں دیر سے بیٹھی ہوئی ہیں۔ آج درس کا دن ہے۔ یہ درس سننے آئی ہیں۔ تو حضرت امیر المومنین نے فرمایا۔ "لاؤ مجھے قرآن شریف دو"۔ اس وقت ہم صرف دس بارہ عورتیں تھیں حضرت امیر المومنین نے درس دیا۔ جسے سن کر ہم واپس آئیں۔ اس واقعہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت اماں جان کو کس قدر خیال تھا۔ کہ ہم احمدی عورتیں قرآن مجید سیکھ جائیں۔

محترمہ سیدہ نعیمہ صاحبہ بنت جناب میر حامد شاہ صاحب مرحوم اہلیہ ڈاکٹر سید محمد اکرام صاحب تحریر کرتی ہیں۔ "دسمبر ۱۹۱۴ء کے سالانہ جلسہ پر میں اور میری بڑی بھاوجہ رشیدہ نعمت صاحبہ قبلہ اباجان کے ساتھ گئیں۔ اور چھ سات روز حضرت اماں جان کے پاس ہی قیام ہوا۔ اباجان کا قیام تو باہر تھا۔ جلسے کی مصروفیت میں رہتے۔ کبھی دن میں ملاقات ہوتی۔ ہم حضرت اماں جان کے پاس ہی رہیں۔ سردیوں کے دن تھے ہم اُن کے پاس اسی کمرہ میں سوتیں۔ رات کو بخاری جلتی۔ اور پاس سب نے بیٹھ جانا۔ اور بڑی محبت اور اخلاص سے پوچھنا سناؤ لڑکیو! دن کو کہاں کہاں گئیں۔ کس کو ملیں کیا کچھ دیکھا۔ ہم اپنی دن کی تمام رپورٹ دیتیں پھر یوں سوال جواب ہوتے۔ رات کو اکثر سونے سے پہلے حضرت صاحب آپ کے پاس آتے یہ معمول تھا۔ کچھ باتیں ہوتیں کچھ جلسہ وغیرہ کی اور ہنسی مذاق کی باتیں بھی ہوتیں۔ ایک دن حضرت صاحب نے کچھ اونچی آواز سے باتیں شروع کیں ساتھ ہنستے بھی جاتے۔ تو آپ آہستہ فرمانے لگیں میاں آہستہ باتیں کرو۔ میر صاحب کی لڑکیاں سو رہی ہیں۔ آپ نے کچھ حیرت سے کہا۔ کون میر صاحب۔ آپ فرمانے لگیں میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹ والے۔ آپ نے فرمایا۔ اماں جان ان کو ساتھ والے چھوٹے کمرے میں سلایا کرو۔ یہاں سب نے آنا جانا ہوا۔ ان کو تکلیف ہوتی ہوگی۔ دوسرے دن ہم کو ساتھ کے چھوٹے کمرے میں سلایا۔ آپ کا قیام ان دنوں مسجد مبارک کے ساتھ ہوتا تھا۔ بڑے کمرے میں۔ جب ہم کو علیحدہ سلایا تو ان کا معمول تھا۔ رات کو سونے سے پہلے ہمارے پاس آتیں۔ اور کہتیں لڑکیو اچھی ہو کوئی تکلیف تو نہیں۔ پھر صبح نماز کے بعد آتیں۔ اور فرماتیں لڑکیو رات اچھی رہیں پھر صبح کو اپنے پاس سے ناشتہ بھیجتیں۔ جائے کے ساتھ کبھی مٹھائی کبھی کھجوریں۔ اتنی مہربانی اور پیار اور اخلاص سے برتاؤ کرتیں۔ بعض وقت ہم کو شرم اور حجاب آتا۔ ان کے پاس عورتوں کے آنے جانے کا تانتا لگا رہتا۔ امیر غریب سب آتیں۔ آپ سب سے بڑی محبت اور اخلاص سے پیش آتیں۔ اور بعض عورتیں حیرت سے ہم کو دیکھتیں کہ یہ کون ہیں جن کا اتنا خیال ہے۔ ماشاء اللہ وہ خود ہی کہہ دیتیں کہ سیالکوٹ والے میر صاحب کی لڑکیاں ہیں۔

محترمہ آنسہ خاتون صاحبہ بنت چوہدری نثار احمد صاحب سیالکوٹ سے تحریر کرتی ہیں "گذشتہ ۱۹۵۰ء کے جلسہ سالانہ کا موقعہ تھا۔ کہ ایک روز میں اور میری چھوٹی بہن جس کی عمر اس وقت صرف تین چار سال تھی۔ اور میری دو پھوپھی زاد بہنیں جن کی عمریں اس وقت صرف گیارہ اور نو سال کی تھیں۔ اور خود میری عمر بھی گیارہ سال کی ہوگی حضرت اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لئے حاضر ہوئیں۔ آپ نے بڑی شفقت سے ہمیں اپنے سامنے بچھی ہوئی چارپائی پر بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد خود اٹھ کر کمرے کے اندر تشریف لے گئیں اور ایک آدھ منٹ کے بعد خادمہ کے ہاتھ میں ایک طشتری میں چلغوزے۔ اخروٹ۔ ملیٹھے اٹھوا کر لے آئیں۔ اور ہمارے سامنے رکھوا کر نہایت شفقت سے کھانے کا حکم دیا۔ میری چھوٹی بہن نے اس لئے کہ وہ ذرا شوخ طبیعت ہے۔ ... مجھے مخاطب کر کے آہستہ سے کہا۔ آنسہ چلغوزے نہ کھانا ورنہ اماں جان سمجھیں گی۔ کہ یہ بھوکی لڑکیاں ہیں۔ اس کی یہ بات حضرت اماں جان نے بھی سن لی آپ بہت ہنسیں اور فرمانے لگیں۔ بیٹی تم بے شک کھاؤ۔ میں تمہیں بھوکی نہیں کہوں گی۔ اس کے بعد ہم چند منٹ اور بیٹھی رہیں۔ اور حضور ہم سے مختلف سوالات کرتی رہیں۔ واپسی پر رخصت ہونے کی اجازت مانگی۔ اور آپ نے ہم سب کے سروں پر دست شفقت پھیرا۔ اور ہمیں دعائیں دیں۔ کہاں ہم چھوٹی چھوٹی غلام زادیاں اور کہاں حضور جیسی مقدس و مطہر عظیم الشان ہستی، جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجیت کا شرف حاصل تھا۔ لیکن ہماری خاطر داری کے لئے اس قدر پیرانہ سالی میں خود اٹھ کر جاتی ہیں اور کھانے کی چیزیں فراہم کرتی ہیں۔ اور پھر طبیعت میں بشاشت اس قدر ہے۔ کہ ایک کم سن اور ناسمجھ لڑکی کی معصومانہ حرکت پر کسی غصہ کا اظہار نہیں فرماتیں بلکہ اس کو مذاح کا رنگ دیکر اس پر خوب خوش ہوتی ہیں۔

درخواست دعا:- میری اُمی ایک لمبے عرصہ سے بیمار چلی آتی ہیں۔ گاہے گاہے کچھ افاقہ ہو جاتا ہے۔ اور کبھی زیادہ بیمار ہو جاتی ہیں۔ احباب درد دل سے دعا فرمائیں۔

(محمد حمید احمد جماعت ششم لاہور)

میرے متعلق اخبار زمیندار کی شرمناک غلط بیانی

(از مکرم غلام قادر صاحب نمبردار پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ اوکاڑہ)

میں ۶/۲ سے اپنے ایک ضروری کام کے سلسلہ میں منٹگمری گیا ہوا تھا۔ ۶/۵۲ کو واپس اوکاڑہ آیا۔ ۵/۶/۵۲ کو احاطہ کچہری میں میرے ایک دوست نے مجھے بتلایا۔ کہ اخبار زمیندار میں یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ آپ احمدیت کو ترک کر کے مخالف جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔ میں نے فوراً اخبار حاصل کیا۔ اور میری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی۔ جب میں نے اخبار مذکور کے صفحہ ۵ کالم ۶ میں "مرزائیت سے توبہ" کے عنوان کے تحت اپنا نام دیکھا۔ یہ تو میں عرصہ سے جانتا ہوں۔ کہ اخبار زمیندار خلاف واقعہ باتوں کو کشادہ دلی کے ساتھ اپنے صفحات پر شائع کرنے کا عادی ہے۔ اور جس کی وجہ سے سنجیدہ طبقہ اس سے بیزاری کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ مگر میں حیران ہوں کہ آئے دن کی معافیوں کے باوجود ایڈیٹر صاحب کو اصلاح حال کا احساس تک نہیں ہے۔ ویسے تو زمیندار کے اس کالم میں جو دی گئی اوکاڑہ کے متعلق سب کی سب خبریں غلط ہیں۔ اور خلاف واقعہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔ لیکن مجھے اپنے متعلق خبر پڑھ کر سخت تکلیف محسوس ہوئی۔ چنانچہ اسی وقت بذریعہ رجسٹرڈ نوٹس ایڈیٹر صاحب کو توجہ دلائی گئی۔

مجھے اس علاقہ و قصبہ کا ہر فرد جانتا ہے۔ کہ احمدیت میری محبوب ترین متاع ہے۔ جس کو میں کسی قیمت پر اپنے سے جدا نہیں کر سکتا۔ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے صحابی ہوں۔ ۱۸۹۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا مجھے فخر حاصل ہے۔ اور بسا اوقات حضرت اقدس کی صحبت بابرکت سے فیضیاب ہونے کا شرف حاصل ہے۔ میں احمدیت اور احمدیہ لٹریچر سے خوب واقف ہوں۔ اور مخالفین سلسلہ کی منطقی اخلاقی کمزوریوں سے بھی پورے طور پر آگاہ ہوں۔ خدا کے فضل سے بکثرت احباب تک حق کا پیغام پہنچانے کی مجھے توفیق عطا ہوئی ہے۔ اور احمدیت کا ذکر میرا محبوب ترین مشغلہ ہے۔ اور سلسلہ عالیہ کی ترقی کے لئے میری ساری استعدادیں اور تضرع میں ڈوبی ہوئی دعائیں وقف ہیں۔ اور ضرورت یا موقعہ پیش آنے پر قربانی پیش کرنے کو سعادت دارین یقین کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی صداقت پر مجھے حق الیقین حاصل ہے۔ اور حضور کے ساتھ مخلصانہ محبت و ارادت میرے وجود کے ذرہ ذرہ میں موجزن ہے۔ میرے نزدیک کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ دل اور دماغ جن کو اس چشمۂ شیریں و صافی سے سیراب ہونے کا موقعہ نصیب ہوا۔ اور کیا ہی قابل افسوس رحم حالت ہے ان مریضوں کی جو اپنی کوتہ فہمی سے مہلک بیماریوں میں مبتلا ہونے کے باوجود اپنے سچے ہمدرد حاذق طبیب کو اپنا دشمن جاں خیال کر رہے ہیں۔

ہر آنے والا دن سلسلہ عالیہ کی صداقت پر میرے ایمان میں اضافہ کا سامان لاتا ہے۔ اور اس سامان میں سے ایک مخالفین کی کذب بیانی بھی ہے۔ جس کا کافی مواد جریدہ زمیندار ہی مہیا کرتا رہتا ہے۔ میری دلی آرزو ہے۔ جس کے لئے میں دعا کرتا رہتا ہوں۔ کہ اسی محکم یقین پر میں اس دنیا سے گزر جاؤں۔ اور قیامت کے دن خدائے رحیم و کریم اپنے فضل سے حضرت اقدس کے قدموں میں مجھے اٹھائے۔

(بقیہ لیڈر صفحہ ۲)

کے جذبات پیدا کرنے کے سوا کچھ نہیں۔ اس لئے ہم تمام سمجھدار غیر از جماعت احباب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ اگر وہ دشمنان احمدیت کی زبان سے یا ان کی تحریر سے کوئی اعتراض سنیں یا پڑھیں تو اس کی پوری پوری تحقیقات فرمائیں۔ اپنے شہر کے کسی احمدی دوست سے اصل حوالہ لے کر مطالعہ فرمائیں۔ انشاء اللہ ان کو جلد ہی علم ہو جائے گا۔ کہ جہاں سے کتر و بیونت کر کے حوالہ اعتراض کرنے کے لئے لیا گیا ہے۔ وہیں اس اعتراض کا جواب پہلے ہی موجود ہوگا۔ بہت سے لوگوں نے اس نسخہ کو آزمایا ہے۔ جو ان کی صحیح راہ نمائی کا باعث ہوا ہے۔ امید ہے کہ آپ بھی ایسا ہی کریں گے اور انشاء اللہ ایسا ہی پائیں گے۔

امانت تحریک جدید

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا جماعت احمدیہ کے نام ضروری ارشاد

"اپنا روپیہ امانت تحریک جدید میں رکھوائیں۔ امانت تحریک جدید میں روپیہ رکھوانا فائدہ بخش بھی ہے اور خدمت دین بھی ہے۔ (حضرت امیر المومنین)

اس امانت میں روپیہ جمع کراتے وقت دوست امانت تحریک جدید کے الفاظ ضرور لکھا کریں۔

مجاہدین کے لئے درخواست دعا

(۱) شیخ نور احمد صاحب منیر مبلغ لبنان چند روز سے بعارضہ انفلوائنزا صاحب فراش ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (۲) خاندان و صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ درویشان کرام اور احباب جماعت رمضان المبارک کے خاص ایام میں مجاہدین کی صحت و سلامتی اور خدمات دینیہ بجالانے کے لئے دعا فرمائیں۔

— میرے دو بچے عزیزان کریم احمد و مبارکہ طیبہ بخار و خسرہ سے بیمار رہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ ایم۔ اے خورشید لاہور

اعلان دار القضاء

پیر خلیل احمد صاحب کارکن دفتر دعوۃ و تبلیغ ربوہ نے درخواست دی ہے۔ کہ ان کے والد پیر افتخار احمد صاحب مرحوم کی امانت مبلغ ۴۵/- روپے دفتر بہشتی مقبرہ کو ادا کر دی جائے۔ اگر کسی وارث یا قرض خواہ کو اس رقم کے انتقال پر اعتراض ہو۔ تو پندرہ یوم تک اطلاع دے۔ ورنہ فیصلہ کر دیا جائے گا۔ اور بعد میں کسی کا کوئی عذر مسموع نہیں ہوگا۔ (ناظم دار القضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ پاکستان)

تعلیمی کمی کے مہلک نتائج

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ مئی ۱۹۵۲ء مطبوعہ الفضل یکم جون ۱۹۵۲ء میں فرماتے ہیں:-

"اگر تعلیم صحیح طور پر نہیں دی جائے گی۔ جس کا تربیت ایک جزو ہے۔ تو جماعت کا علمی معیار گر جائے گا۔ علمی معیار کے گر جانے کی وجہ سے اس کی تمدنی حالت گر جائیگی۔ اسی طرح اس کی مالی حالت گر جائیگی۔ تعلیم کی کمی کی وجہ سے لوگ اچھے عہدوں پر نہیں جا سکیں گے اور جب تعلیم میں کمی ہوگی۔ تو تبلیغ میں بھی لازماً کمی آجائیگی۔"

لہٰذا قائدین اور زعماء کرام مجالس خدام الاحمدیہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ کے اندر اپنے فرض اور استطاعت کے مطابق حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں خدام کے تعلیمی معیار کو کم نہ ہونے دیں۔ بلکہ جماعت کو اس کے مہلک اثرات سے بچانے کے لئے خدام کی تعلیم اور تربیت کا صحیح اور بہتر انتظام فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ)

پاکستان کی بنیاد حریت پسندی، رواداری اور فراخدلی کے بلند اصولوں پر رکھی گئی تھی

آر۔ ایف۔ کھلنانی

قومی یکجہتی کو نقصان پہنچانے والے فتنہ پرداز عناصر پاکستان کے کھلے دشمن ہیں (انوار الدین خان)

پاکستان کے امن پسند شہریوں کی طرف سے مجلس احرار کی قانون شکن اور امن سوز سرگرمیوں کی پُر زور مذمت

(۲)

ذیل میں ہنگامۂ کراچی کے متعلق امن پسند شہریوں کے تاثرات کی دوسری قسط شائع کی جا رہی ہے ان تاثرات کا اظہار انہوں نے بعض روزناموں کے ایڈیٹر صاحبان کے نام ارسال کردہ خطوط میں کیا ہے ان کے یہ تاثرات اس امر پر گواہ ہیں کہ پاکستان کے سچے بہی خواہ احراریوں کی امن سوز حرکات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور پاکستان کے مفاد کی خاطر اسیات کے دل سے متمنی ہیں کہ شرپسندوں کے اس محدود سے ٹولہ نے جو فتنہ برپا کر رکھا ہے/ اس کا جلد استیصال کیا جائے۔

کامیابی کا راز

مکرمی!

جماعت احمدیہ کراچی کے سالانہ جلسہ پر حال ہی میں جو حملے کئے گئے۔ اور اس سلسلے میں حملہ آوروں نے جن حرکات کا مظاہرہ کیا وہ یقیناً سب غیر اسلامی تھیں اور ہر صحیح الفکر انسان کو ان کی مذمت کرنی چاہیئے۔ پاکستان کی بنیاد حریت پسندی رواداری اور فراخدلی کے بلند اصولوں پر رکھی گئی تھی۔

بابائے ملت اور دوسرے سیاسی قائدین نے تمام اقلیتوں، گروہوں اور خود مسلمانوں کے مختلف فرقوں کو یقین دلایا تھا کہ نہ صرف ان کے ساتھ رواداری برتی جائے گی۔ بلکہ ان کے ساتھ فیاضانہ سلوک کیا جائے گا۔ چنانچہ ہمارے ملک کے آئین میں بھی ان تمام یقین دہانیوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ ہمارا آئین مذہب وعقائد اور رنگ ونسل کی تفریق سے بالا ہو کر ہر شخص کو آزادیٔ خیال اور آزادیٔ تقریر اور آزادیٔ عمل کی ضمانت دیتا ہے ان آزادیوں پر جو ہر شخص کا پیدائشی حق ہیں خواہ مخواہ پابندی عائد نہیں کرنی چاہیئے۔

حریت پسندی نہ صرف یہ کہ ایک اسلامی جذبہ ہے۔ بلکہ حقیقی جمہوریت کا بنیادی جزو بھی ہے۔ پاکستان کے تمام اشخاص، افسران اور عوامی لیڈروں سے میں درخواست کروں گا کہ وہ ان تمام یقین دہانیوں۔ ضمانتوں اور وعدوں کو جو وہ وقتاً فوقتاً اقلیتوں سے کرتے چلے آئے ہیں صحیح معنوں میں پورا کر دکھائیں۔ اسی میں ایک جمہوری نظام کے طور پر ہماری کامیابی کا راز پنہاں ہے۔

پی۔ آر۔ ایف۔ کھلنانی۔ کراچی

مطبوعہ پاکستان ٹائمز ۱۸ جون ۵۲ء

قومی یکجہتی پر حملہ

جناب عالی!

خواجہ اختر زید بٹ صاحب نے آپ کی ۲۷ مئی کی اشاعت میں "مذہبی تعصب" کے زیر عنوان جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں ان خیالات کی پوری پوری تائید کرتا ہوں۔ بعض لوگوں کی طرف سے "قادیانیوں" کے جلسہ میں جس غنڈہ گردی کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ ان تمام لوگوں کو جنہیں ملت کا مفاد دل سے عزیز ہے۔ اس غنڈہ گردی کی مذمت کرنی چاہیئے۔ ایسے تمام شرپسند عناصر ملک کے دشمن ہیں وہ قومی یکجہتی کو پارہ پارہ کر دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ پاکستان جیسے ایک جمہوری ملک میں ہر فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے عقائد کی تبلیغ کرے ہاں اس سے دوسروں کے عقائد پر حملہ یا ان کی دلآزاری مقصود نہ ہونی چاہیئے

انوار الدین خاں۔ قائد آباد

مطبوعہ پاکستان ٹائمز ۱۸ جون ۵۲ء

اتحاد، تنظیم، یقین

محترمی!

مسٹر عبد الرحمٰن خاں نے آپ کی ۲۴ مئی کی اشاعت میں "مذہبی تعصب" کے زیر عنوان جن خیالات کا اظہار کیا ہے، ہر محب وطن پاکستانی پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے ان کی پوری پوری تائید کرے گا۔ ایسے ناپسندیدہ عناصر کو پبلک جلسوں میں گڑبڑ ڈالنے .... وغیرہ اس طرح پبلک کے مختلف طبقوں میں نفرت وحقارت اور تعصب کا بیج بونے کی اجازت دینا قومی یکجہتی اور اتحاد کی جڑوں پر تبر رکھنے کے مترادف ہے۔ یہ چیز "اتحاد، تنظیم، اور یقین" کے ان زریں اصولوں کے بھی منافی ہے جو ہمارے محبوب قائد اعظم نے ہمیں سکھائے اور جو آج بھی ہمارے لئے مشعل ہدایت کا حکم رکھتے ہیں "قادیانی" بھی ایسے ہی اچھے پاکستانی ہیں جیسا کہ دوسرے فرقوں اور مذہب کے ماننے والے ان کو بھی قانون کے اندر رہتے ہوئے اپنے خیالات کی تبلیغ کی پوری پوری آزادی ہونی چاہیئے۔

عبد السلام۔ مردان

مطبوعہ پاکستان ٹائمز ۳ جون ۱۹۵۲ء

جمہوری حکومت کا فرض

محترم ایڈیٹر صاحب!

جماعت احمدیہ کراچی کے سالانہ جلسے منعقدہ جہانگیر پارک میں پچھلے دنوں جو ہنگامہ بپا ہوا وہ ہر سچے مسلمان کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے ہمارے اخبارات اور عوام کو عدم رواداری کے ایسے مظاہروں کی یقیناً مذمت کرنی چاہیئے۔ مجھے یقین ہے کہ کوئی امن پسند شہری ان شرپسندوں کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ فتنہ پرداز لوگ جو اگرچہ تعداد میں بہت تھوڑے ہیں۔ ایک طے شدہ سکیم کے ماتحت چل رہے ہیں۔ وہ پاکستان کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک گھوم کر عوام کو فساد پھیلانے اور اس طرح پاکستان کے امن وامان کو تباہ وبرباد کرنے میں مصروف ہیں۔ عدم رواداری کی یہ روش اور مظاہرے نوزائیدہ مملکت کی ترقی کے راستے میں یقیناً روک ثابت ہوں گے۔ تعصب اور مذہبی جنون کا جو مظاہرہ انہوں نے کراچی میں کیا ہے وہ کوئی پہلا مظاہرہ نہیں ہے۔ ان کی سرگرمیوں کے نتیجے میں پہلے بھی احمدیوں کے جلسوں میں ایسے ہی شرمناک مظاہروں کا اعادہ ہوتا رہا ہے۔

احمدیوں کو پاکستانی شہری ہونے کی حیثیت میں جلسے کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ جب ہندوؤں عیسائیوں اور حتیٰ کہ دہریوں کو بھی اپنے خیالات پھیلانے کی اجازت ہے تو پھر خود مسلمانوں ہی کے ایک فرقہ کو جبر وتشدد سے کام لے کر اپنے خیالات کے اظہار سے کیوں روکا جائے۔ یقیناً ایک جمہوری حکومت کو رعایا کے کمزور طبقوں کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ مجھے امید ہے کہ ہر پاکستانی اس جذبہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گا۔

سعید احمد عالمگیر۔ جھنگ

مطبوعہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور ۵ جون ۱۹۵۲ء

حالات کا تقاضہ

محترم بندہ!

کراچی میں مذہبی فرقہ وارانہ فساد اور اس سے قبل ملک کے دیگر حصوں میں فرقہ وارانہ مورچہ بندی کی اہمیت سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی اگر ایسے عناصر کو کھلی چھٹی دیدی گئی تو قومی حالات کو سدھارنے میں ایک نئی اور اہم رکاوٹ کا اضافہ ہو جائے گا۔ ذہنی ترقی رک جائے گی، رجعت پسند عناصر فروغ پائیں گے۔ اور ملک کا مستقبل تاریک ہو جائے گا۔ حالات کا تقاضہ ہے کہ ذی شعور طبقہ ایسے عناصر کے خلاف آواز اٹھائے، ان کی حوصلہ شکنی کرے ہمارا پریس (ماسوا تھوڑے سے گمراہ اور رجعت پسند حصہ کے) پہلے ہی اس سمت میں اپنے فرائض ادا کر رہا ہے۔

محمد اسلم

مطبوعہ "امروز" لاہور مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۵۲ء

تصحیح

۱۰ جون ۱۹۵۲ء کے الفضل میں ایڈیٹر روزنامہ "آزاد" غازی سراج الدین منیر اور مولانا اختر علی خاں کے مقدمہ توہین عدالت کے متعلق جو خبر شائع ہوئی ہے اس میں جرمانہ ادا نہ کرنے کی صورت میں ایک ایک ہفتہ قید بلامشقت کی جگہ سہو کتابت سے بامشقت چھپ گیا ہے احباب تصحیح فرمالیں۔